پاکستان کے مسائل

ہمارا ملک ویسے تو کئی معاشرتی اور معاشی مسائل سے دوچار ہے لیکن ہم صرف چند ایک مسائل پر بحث کریں گے جن کا تعلق بنیادی طور پر تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی سے ہے۔

پاکستان کی آبادی

پاکستان کی آبادی 1347ء میں 33 ملین تھی جو بڑھ کر 2005ء-2004 میں 151.1 ملین ہوگئی یعنی 58 سالوں میں آبادی بڑھ کر چار گنا سے بھی زیادہ ہوگئی۔ اور اب 2017ء کی مردم شماری کے مطابق آبادی 207.77 ملین سے تجاوز کر چکی ہے۔ اگرچہ شرح اضافہ آبادی جو پہلے 1991ء میں 3.4 فی صد تھی کم ہو کر 1.9 فی صد ہو چکی ہے، اس کے باوجود آبادی میں اضافے کا یہ رجحان ہمارے لیے بہت سے مسائل پیدا کر رہا ہے۔ نہ صرف یہ کہ چھوٹے بچوں اور زیر کفالت افراد کی تعداد بڑھ رہی ہے بلکہ بے روزگاری میں بے تحاشا اضافہ ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ تعلیم اور صحت کی سہولتوں، رہائش، زراعت اور شہری سہولتوں وغیرہ پر بھی دباؤ میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ماحول کی آلودگی اور صحت و صفائی کے مسائل سنگین ہوتے جا رہے ہیں۔

ذیل میں اضافہ آبادی اور قومی ترقی کے کچھ بنیادی حقائق دیے جا رہے ہیں:

اضافہ آبادی اور ترقی کے بنیادی حقائق

- پاکستان کا کل رقبہ 796096 مربع کلومیٹر ہے جو دنیا کے کل رقبے کا 0.67 فی صد ہے۔
- پاکستان کی آبادی 2005ء - 2004ء کے اندازوں کے مطابق 151.1 ملین ہے جو دنیا کی آبادی کا 2.36 فی صد ہے۔ قیامِ پاکستان (1947ء) کے وقت یہ آبادی 33 ملین تھی۔

- اس وقت پاکستان کی آبادی میں 2.9 ملین افراد کا سالانہ اضافہ ہو رہا ہے یعنی ہر منٹ میں 8 بچوں کا اضافہ ہو رہا ہے۔
- پاکستان 1950ء میں آبادی کے لحاظ سے دنیا میں 14 ویں نمبر پر تھا جب کہ 2004ء میں 6 ویں (چھٹے) نمبر پر ہے۔
- پاکستان میں شرح اضافہ آبادی 1.9 فی صد ہے جو ایشیا کے دیگر کئی ملکوں مثلاً چین، بھارت، سری لنکا اور بنگلہ دیش سے فی الحال زیادہ ہے۔ تاہم بچوں کی اموات اور زچگی کے دوران اموات کا تناسب بھی ایشیا کے دیگر ممالک سے بہت زیادہ ہے۔
- نومولود بچوں کی شرح اموات 83 فی ہزار زندہ پیدائش (Live Births) ہے۔
- زچگی کے دوران میں خواتین کی اموات کی شرح 350 فی لاکھ ہے۔
- پاکستان میں مردوں کی تعداد 52 فی صد اور عورتوں کی تعداد 48 فی صد ہے۔
- پاکستان میں فی کس آمدنی 652 ڈالر ہے۔ 1950ء میں پاکستان کی فی کس آمدنی 79 ڈالر تھی جب کہ جنوبی کوریا کی فی کس آمدنی 82 ڈالر تھی۔ اب جنوبی کوریا کی فی کس آمدنی 10000 ڈالر ہے۔

بڑھتی ہوئی شرح آبادی معاشی ترقی کو بری طرح متاثر کرتی ہے کیوں کہ شرح معاشی ترقی اور شرح اضافہ آبادی کا قریبی تعلق ہے۔ اگر آبادی میں اضافے کی رفتار زیادہ ہوگی تو بڑھتی ہوئی آبادی کی ضروریات یعنی خوراک، لباس، رہائش، تعلیم، صحت اور سہولیات (بجلی، پانی، گیس، ٹیلیفون) وغیرہ میں فوری اضافہ ممکن نہیں ہوتا۔ مذکورہ ضروریات کی طلب اور فراہمی کے درمیان خلا بڑھتا رہے گا۔ دستیاب وسائل دباؤ کا شکار ہوتے رہیں گے اور معیارِ زندگی کم تر ہوتا جائے گا۔ اس کے علاوہ بڑھتی ہوئی آبادی کو موجودہ معاشی معیار پر رکھنے کے لیے بھی کئی گنا زیادہ سرمایہ کاری درکار ہوگی۔

اس وقت ملک میں بے روزگاری کی صورت حال تشویشناک ہے کیونکہ 2004ء کے اعداد و شمار کے مطابق ملک میں 36 لاکھ افراد بے روزگار ہیں۔ اگرچہ حکومت مختلف اقدامات کر رہی ہے مثلاً چھوٹے چھوٹے منصوبے شروع کیے گئے ہیں۔ چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروبار کے لیے آسان شرائط پر قرض دیا جا رہا ہے۔ دیہات میں محدود روزگار کے مواقع کے باعث دیہی آبادی کی شہروں کی جانب منتقلی سے

شہروں پر آبادی کا دباؤ بڑھتا جا رہا ہے اور آبادی اور وسائل میں عدمِ توازن بڑھتا چلا جا رہا ہے۔

تعلیم

کسی ملک میں تعلیمی ترقی جانچنے کا ایک اہم معیار وہاں کی شرح خواندگی ہوتا ہے یعنی سو میں سے کتنے افراد خواندہ ہیں۔ حکومت کی کافی کوشش کے باوجود پاکستان کی شرح خواندگی 1998ء کی مردم شماری کے مطابق 45 فی صد اور 2004ء کے اندازوں کے مطابق 54 فی صد ہے۔ بھارت، چین، سری لنکا اور بنگلہ دیش کی شرح خواندگی پاکستان سے زیادہ ہے۔

سکول جانے والی عمر کے بچوں کی آبادی میں تیز رفتار اضافے کے باعث ایسے تمام بچوں کو تعلیم فراہم کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ تمام بچوں کے پرائمری سکول میں داخلے کا ہدف حاصل کرنا بھی دشوار ہے کیونکہ ان کے لیے سکولوں میں جگہ فراہم کرنے کے لیے بہت زیادہ وسائل درکار ہیں۔ 1990ء میں سکول جانے کی عمر کے (5 سے 9 سال) بچوں کی تعداد ایک کروڑ 63 لاکھ تھی جب کہ آبادی میں مسلسل تیزی سے اضافے کے باعث 2005ء میں سکول جانے کی عمر کے بچوں کی تعداد بڑھ کر 2 کروڑ 70 لاکھ ہو گئی ہے۔ 100 فی صد شرح شمولیت کا ہدف حاصل کرنے کے لیے سکولوں کی تعداد کو بڑھا کر سکول جانے کی عمر کے بچوں کی تعداد کے مطابق کرنا ہوگا۔ آبادی میں مسلسل تیزی سے اضافے کے ساتھ پرائمری سکولوں کی موجودہ تعداد 1 لاکھ 65 ہزار کو بڑھا کر 2025ء میں تقریباً 3 لاکھ کرنی ہوگی جو موجودہ تعداد کے دوگنے کے لگ بھگ ہے۔

جہاں تک سکولوں میں شرح شمولیت کا تعلق ہے تو ذیل کی جدول اس صورتِ حال کو واضح کرتی ہے۔

سطح	مجموعی شرح میں شمولیت فی صد	لڑکوں کی شرح شمولیت فی صد	لڑکیوں کی شرح شمولیت فی صد
پرائمری	85	98	76
مڈل	59	60	49
ثانوی	40	47	34

(بحوالہ اکنامک سروے آف پاکستان 2002ء-2001ء، صفحہ 121)

دی گئی جدول سے واضح ہے کہ ہمارے ملک میں پرائمری سکول میں جانے والی عمر کے 15 فی صد بچے سکول میں داخل ہی نہیں ہو پاتے جب کہ صرف 40 فی صد بچے پرائمری اور مڈل کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ثانوی سطح تک تعلیم حاصل کرتے ہیں جب کہ سری لنکا میں پرائمری سطح پر شرح شمولیت 100 فی صد ہے۔ 2003ء-2002ء میں بھی ہم کوئی زیادہ آگے نہیں بڑھ سکے۔ اس لحاظ سے ہم اپنے ہدف سے بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔

پاکستان کی زراعت

ایک زرعی ملک ہونے کے ناتے پاکستان میں زراعت کو اہم مقام حاصل ہے۔ ملکی معیشت کی ترقی کا دارومدار سب سے زیادہ اسی شعبے پر ہے۔

اس وقت ہماری کل قومی پیداوار کا 24 فی صد زراعت سے حاصل ہوتا ہے اور ملک کے محنت کشوں کی 48.42 فی صد تعداد زراعت سے منسلک ہے۔ اس کے علاوہ ملک کو بیرونی ممالک سے جو زرِ مبادلہ حاصل ہوتا ہے اس کا ایک اچھا خاصا حصہ زرعی شعبے کی اجناس اور مصنوعات کی برآمد سے حاصل کیا جاتا ہے۔ ہمارے ملک کے بیشتر کارخانوں کا انحصار بھی زراعت کے شعبے پر ہے۔

ملک کی تقریباً 66.5 فی صد آبادی دیہات میں رہتی ہے اور براہ راست یا بالواسطہ زراعت پر گزر اوقات کرتی ہے۔ اگر زراعت میں ترقی ہو تو اس سے نہ صرف ملک کی معاشی ترقی کی رفتار میں اضافہ ہوگا بلکہ ملک کی کثیر آبادی کی حالت میں بھی بہتری آئے گی۔

1947ء میں قیامِ پاکستان کے وقت ملک کا تمام تر انحصار زراعت کے شعبے پر تھا۔ ملک کی 85 فی صد آبادی دیہات میں اور 15 فی صد شہروں میں رہتی تھی۔ تقریباً 75 فی صد لوگ زراعت کے شعبے سے منسلک تھے۔ پاکستان بننے کے بعد زراعت ہی وہ واحد شعبہ تھا جس نے دیگر شعبوں کو ترقی دینے میں مدد کی یہی وجہ تھی کہ زرعی شعبے کی ترقی پر خصوصی توجہ دی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ دوسرے شعبوں مثلاً صنعت و حرفت نے بھی ترقی کی جس کی وجہ سے آج زراعت پر لوگوں کا انحصار کافی حد تک کم ہو گیا ہے۔ جس کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ قیامِ پاکستان سے 1998ء تک زراعت کے شعبے سے منسلک لوگوں کی تعداد 75 فی صد سے کم ہو کر 48.42 فی صد رہ گئی ہے۔

اگرچہ پاکستان گندم، چاول اور بعض دوسری اجناس میں خود کفالت حاصل کر چکا ہے مگر کچھ دوسری فصلوں کی پیداوار ملکی ضروریات کے مقابلے میں خاصی کم ہے۔ ان فصلوں میں خوردنی تیل اور دالیں قابلِ ذکر ہیں۔ 02-2001ء کے دوران میں خوردنی تیل کی پیداوار 606 ملین ٹن تھی جو ملکی ضروریات کا 29 فی صد تھی۔ اس طرح بقیہ 71 فی صد تیل باہر سے منگوانا پڑا۔

زیادہ پیداوار کے لیے بہتر زرعی مینجمنٹ کی اشد ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں کھادوں، کیڑے مار ادویات کا سائنسی استعمال اور واٹر مینجمنٹ خصوصی توجہ کے متقاضی ہیں۔

اگرچہ زراعت کو دی گئی ترقی سے ملکی پیداوار میں اضافہ ہوا ہے لیکن ہمارا زرعی شعبہ کئی مسائل کا شکار ہے مثلاً تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کی وجہ سے زیرِ کاشت رقبہ کم ہو رہا ہے۔ نسل در نسل تقسیم ہونے کی وجہ سے زمین چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم ہو رہی ہے۔ فی کس زرعی رقبہ بتدریج کم ہو رہا ہے۔ آب پاشی کے لیے آبی وسائل کم ہو رہے ہیں۔ سیم و تھور سے زمین خراب ہوتی جا رہی ہے۔

صحت

دیگر شعبوں کی طرح پاکستان میں صحت کی سہولتیں بھی تیز رفتار اضافہ آبادی کا مقابلہ نہیں کر سکیں۔ صحت کی سہولتوں میں اضافے کی تمام کوششیں اضافہ آبادی کی وجہ سے رائیگاں گئیں ہیں۔ 2014ء کے اعداد و شمار کے مطابق 1073 افراد کے لیے ایک ڈاکٹر، 2105 افراد کے لیے ایک نرس، 1593 افراد کے لیے ہسپتال کا ایک بستر میسر ہے جو بین الاقوامی معیار سے بہت کم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں اوسط متوقع عمر 62 سال ہے جو ایشیا کے بعض ملکوں سے بھی کم ہے مثلاً بھارت 63 سال، سری لنکا 73 سال، چین 70 سال، تھائی لینڈ اور فلپائن 69 سال، ملائیشیا 73 سال اور انڈونیشیا 66 سال ہے۔

اگرچہ حکومت صحت کے شعبے پر مناسب توجہ دے رہی ہے اور پرائیویٹ سیکٹر میں بھی نجی ہسپتال اور کلینک کام کر رہے ہیں لیکن ادویات کے مہنگا ہونے اور نجی ہسپتالوں میں علاج انتہائی مہنگا ہونے کے باعث سہولتیں عام لوگوں کی پہنچ سے باہر ہو رہی ہیں۔ اس کے لیے اگر حکومت کی صحت پر مختص کی گئی رقم کا جائزہ لیا جائے تو یہ اور GDP کا تناسب 0.7 فی صد بہت ہی قلیل ہے۔

شہری سہولتوں پر دباؤ اور نقل مکانی

اعداد و شمار کے مطابق 33.6 فی صد آبادی شہروں میں رہائش پذیر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر تیسرا پاکستانی شہر میں رہتا ہے۔ توقع ہے کہ 2010ء تک یہ شرح 45.4 فی صد ہو جائے گی کیونکہ دیہات سے شہروں کی طرف نقل مکانی تیزی سے جاری ہے۔

شہری ترقی اور ان علاقوں میں بنیادی ضروریات پورا کرنے کے لیے زیادہ سرمایہ کاری درکار ہے۔ پاکستان کی مجموعی آبادی میں سالانہ 1.9 فی صد کا اضافہ شہری آبادی میں اضافے کو مزید تیز کر دیتا ہے۔ اگر ہم اس تیز رفتاری کو مدنظر رکھیں تو شہری زندگی کی بنیادی ضروریات کے لیے مطلوبہ سرمایہ فراہم کرنا بہت مشکل ہو جائے گا۔ 04-2003ء میں مکانات کے اعداد و شمار کے مطابق 50 فی صد سے زیادہ گھروں میں شہری زندگی کی بنیادی سہولیات یعنی بجلی، پینے کا صاف پانی، نکاسی آب اور بیت الخلا کی سہولیات موجود نہیں تھیں۔

شہری آبادی میں تقریباً 5 تا 6 فی صد سالانہ اضافے کے باعث زندگی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے شہری سہولتوں میں بھی اضافے کی ضرورت ہے۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ رہائشی مکانات، ذرائع آمد و رفت، بجلی، پانی، نکاسی آب اور پولیس وغیرہ کی خدمات میں اضافے کی ضرورت ہے۔ ان میں سے کچھ ضروریات نجی شعبہ مہیا کرتا ہے لیکن دوسری ضروریات مہیا کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ شہروں میں بنیادی سہولتیں میسر نہ ہوں تو کچی آبادیاں وجود میں آنے لگتی ہیں جو بذات خود ایک بڑا مسئلہ ہے۔ ورلڈ بینک کی سفارشات کے مطابق ایک گھر میں زیادہ سے زیادہ چھے افراد کی رہائش ہونی چاہیے۔ پاکستان کی آبادی 151.1 ملین ہے جس کے لیے 24.8 ملین گھروں کی ضرورت ہے لہٰذا 0.5761 ملین مکانات کی مزید سالانہ ضرورت ہے جب کہ اس وقت 0.270 ملین گھر سالانہ بن رہے ہیں۔

پاکستان میں اضافہ آبادی میں کمی کے بغیر آئندہ 15 تا 30 برسوں میں شہری گھرانوں کو نہ صرف اضافی ضروری سہولتوں کا مہیا کرنا مشکل ہوگا بلکہ آج کے شہری گھرانوں کے لیے موجودہ سہولتوں کو برقرار رکھنا بھی ناممکن ہو جائے گا۔

شہری سہولتوں پر دباؤ اور نقل مکانی

اعداد و شمار کے مطابق 33.6 فی صد آبادی شہروں میں رہائش پذیر ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر تیسرا پاکستانی شہر میں رہتا ہے۔ توقع ہے کہ 2010ء تک یہ شرح 45.4 فی صد ہو جائے گی کیونکہ دیہات سے شہروں کی طرف نقل مکانی تیزی سے جاری ہے۔

شہری ترقی اور ان علاقوں میں بنیادی ضروریات پورا کرنے کے لیے زیادہ سرمایہ کاری درکار ہے۔ پاکستان کی مجموعی آبادی میں سالانہ 1.9 فی صد کا اضافہ شہری آبادی میں اضافے کو مزید تیز کر دیتا ہے۔ اگر ہم اس تیز رفتاری کو مدنظر رکھیں تو شہری زندگی کی بنیادی ضروریات کے لیے مطلوبہ سرمایہ فراہم کرنا بہت مشکل ہو جائے گا۔ 04-2003ء میں مکانات کے اعداد و شمار کے مطابق 50 فی صد سے زیادہ گھروں میں شہری زندگی کی بنیادی سہولیات یعنی بجلی، پینے کا صاف پانی، نکاسی آب اور بیت الخلا کی سہولیات موجود نہیں تھیں۔

شہری آبادی میں تقریباً 5 تا 6 فی صد سالانہ اضافے کے باعث زندگی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے شہری سہولتوں میں بھی اضافے کی ضرورت ہے۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ رہائشی مکانات، ذرائع آمدورفت، بجلی، پانی، نکاسی آب اور پولیس وغیرہ کی خدمات میں اضافے کی ضرورت ہے۔ ان میں سے کچھ ضروریات نجی شعبہ مہیا کرتا ہے لیکن دوسری ضروریات مہیا کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ شہروں میں بنیادی سہولتیں میسر نہ ہوں تو کچی آبادیاں وجود میں آنے لگتی ہیں جو بذات خود ایک بڑا مسئلہ ہے۔ ورلڈ بینک کی سفارشات کے مطابق ایک گھر میں زیادہ سے زیادہ چھ افراد کی رہائش ہونی چاہیے۔ پاکستان کی آبادی 151.1 ملین ہے جس کے لیے 24.8 ملین گھروں کی ضرورت ہے لہٰذا 0.5761 ملین مکانات کی مزید سالانہ ضرورت ہے جب کہ اس وقت 0.270 ملین گھر سالانہ بن رہے ہیں۔

پاکستان میں اضافہ آبادی میں کمی کے بغیر آئندہ 15 تا 30 برسوں میں شہری گھرانوں کو نہ صرف اضافی ضروری سہولتوں کا مہیا کرنا مشکل ہوگا بلکہ آج کے شہری گھرانوں کے لیے موجودہ سہولتوں کو برقرار رکھنا بھی ناممکن ہو جائے گا۔

اضافہ آبادی اور ماحولیاتی آلودگی

ماحولیاتی آلودگی آج کے دور میں کسی فرد، قوم یا ملک کا مسئلہ نہیں بلکہ عالمی مسئلہ ہے۔ ماحولیاتی آلودگی کا وجود ہماری کائنات میں ہر جگہ محسوس کیا جا سکتا ہے گو یہ کہیں کم اور کہیں زیادہ ہے۔

ترقی یافتہ ممالک میں اگرچہ آلودگی میں بہت اضافہ ہو رہا ہے لیکن وہاں اس کی روک تھام بھی بہتر طریقے سے کی جا رہی ہے۔ ترقی پذیر ممالک یا تیسری دُنیا میں اگرچہ فاضل آلودہ مواد کم پیدا ہو رہا ہے لیکن اس کے مضر اثرات بہت زیادہ ہیں کیونکہ اس کی روک تھام کی طرف قطعاً توجہ نہیں دی جا رہی۔ ترقی یافتہ ممالک اپنا معیار زندگی بہتر کرنے کے لیے قدرتی وسائل کو بری طرح تباہ کر رہے ہیں جب کہ تیسری دُنیا کے ممالک اپنی زندگی کی بنیادی ضروریات مثلاً خوراک، مکان، تعلیم اور صحت وغیرہ کو پورا کرنے کے لیے مجبور ہیں۔

ماحولیاتی آلودگی پیدا کرنے والے عوامل

اضافہ آبادی:

قیامِ پاکستان کے وقت پاکستان کی آبادی 32.5 ملین تھی جب کہ 2004ء میں یہ 151.1 ملین ہوگئی۔ پاکستان میں اضافہ آبادی کی شرح 1.9 فی صد ہے جو دُنیا کے بیشتر ممالک سے زیادہ ہے۔

آبادی کا تیزی سے اضافہ ملکی وسائل پر شدید دباؤ کا باعث بنتا ہے۔ جس سے کئی سیاسی، معاشی، اور سماجی مسائل جنم لیتے ہیں۔ متوازن ماحول کے لیے قدرتی وسائل اور آبادی میں توازن قدرتی اصول کے مطابق بنیادی شرط ہے۔ بڑھتی ہوئی انسانی آبادی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے جنگلات کی کٹائی، زراعت میں کیمیائی کھادوں اور کیڑے مار دواؤں کا بے دریغ استعمال، زندگی کی بڑھتی ہوئی ضروریات اور سہولتوں کے لیے کارخانوں کا قیام اور مشینی ذرائع آمدورفت میں اضافہ ہر لحظہ ماحولیاتی آلودگی میں اضافے کا موجب بن رہا ہے۔

اضافہ آبادی اور ماحولیاتی آلودگی

ماحولیاتی آلودگی آج کے دور میں کسی فرد، قوم یا ملک کا مسئلہ نہیں بلکہ عالمی مسئلہ ہے۔ ماحولیاتی آلودگی کا وجود ہماری کائنات میں ہر جگہ محسوس کیا جاسکتا ہے گو یہ کہیں کم اور کہیں زیادہ ہے۔

ترقی یافتہ ممالک میں اگرچہ آلودگی میں بہت اضافہ ہو رہا ہے لیکن وہاں اس کی روک تھام بھی بہتر طریقے سے کی جارہی ہے۔ ترقی پذیر ممالک یا تیسری دُنیا میں اگرچہ فاضل آلودہ مواد کم پیدا ہو رہا ہے لیکن اس کے مضر اثرات بہت زیادہ ہیں کیونکہ اس کی روک تھام کی طرف قطعاً توجہ نہیں دی جارہی۔ ترقی یافتہ ممالک اپنا معیارِ زندگی بہتر کرنے کے لیے قدرتی وسائل کو بری طرح تباہ کر رہے ہیں جب کہ تیسری دُنیا کے ممالک اپنی زندگی کی بنیادی ضروریات مثلاً خوراک، مکان، تعلیم اور صحت وغیرہ کو پورا کرنے کے لیے مجبور ہیں۔

ماحولیاتی آلودگی پیدا کرنے والے عوامل

اضافہ آبادی:

قیامِ پاکستان کے وقت پاکستان کی آبادی 32.5 ملین تھی جب کہ 2004ء میں یہ 151.1 ملین ہوگئی۔ پاکستان میں اضافہ آبادی کی شرح 1.9 فی صد ہے جو دُنیا کے بیش تر ممالک سے زیادہ ہے۔

آبادی کا تیزی سے اضافہ ملکی وسائل پر شدید دباؤ کا باعث بنتا ہے جس سے کئی سیاسی، معاشی، اور سماجی مسائل جنم لیتے ہیں۔ متوازن ماحول کے لیے قدرتی وسائل اور آبادی میں توازن قدرتی اصول کے مطابق بنیادی شرط ہے۔ بڑھتی ہوئی انسانی آبادی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے جنگلات کی کٹائی، زراعت میں کیمیائی کھادوں اور کیڑے مار دواؤں کا بے دریغ استعمال، زندگی کی بڑھتی ہوئی ضروریات اور سہولتوں کے لیے کارخانوں کا قیام اور مشینی ذرائع آمدورفت میں اضافہ ہر لحہ ماحولیاتی آلودگی میں اضافے کا موجب بن رہا ہے۔

شہروں کا پھیلاؤ:

شہروں میں روزگار کے بہتر مواقع، صحت، تعلیم اور تفریح کی وجہ سے بہت سے لوگ دیہات اور قصبوں سے مستقل طور پر شہروں کا رُخ کرتے ہیں۔ آبادی میں قدرتی اضافے اور دیہات سے شہروں میں مسلسل منتقلی سے شہر پھیلتے ہیں اور شہروں کی آبادی میں اضافہ ہو جاتا ہے مثلاً پچھلے ڈیڑھ سو برس میں لاہور کی آبادی میں سو گنا سے زیادہ اضافہ ہوا ہے۔ انتقال آبادی سے شہروں کے اردگرد بہت سے کچی آبادیاں وجود میں آتی ہیں جن میں کئی قسم کی شہری سہولتیں مثلاً سڑکیں، بجلی، پانی، گیس، نکاسی آب اور پارک نہ ہونے کے باعث گندگی پھیلتی ہے۔ آبادی کے اس بے ہنگم اضافے سے آلودگی پیدا ہو رہی ہے۔

صنعتیں:

قیامِ پاکستان کے وقت یہاں کوئی قابلِ ذکر صنعت موجود نہ تھی، ہماری معیشت کا انحصار زراعت پر تھا جو ملک کی تمام تر ضروریات پوری کرنے کے لیے ناکافی تھی۔ بنیادی ضروریات مثلاً خوارک، مکان، صحت، تعلیم کے لیے زراعت کے علاوہ دوسرے شعبوں میں زیادہ سے زیادہ صنعتیں لگانے پر زور دیا گیا۔

بڑے شہروں میں اور ان کے اردگرد زیادہ سے زیادہ صنعتیں لگائی جانے لگیں اور یہ عمل اب بھی جاری ہے۔ ان صنعتوں کا مقصد صرف زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کرنا تھا جب کہ ان سے نکلنے والے زہریلے مواد کو بغیر صاف کیے یا تلف کیے پانی یا زمین پر پھینکنے سے جو مضر اثرات پیدا ہوئے اس کے بارے میں سنجیدگی سے نہیں سوچا گیا۔ ان کارخانوں نے جہاں قومی ترقی میں حصہ لیا وہاں آلودگی میں بھی اضافہ کیا جس سے انسانی صحت پر بہت بُرے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔

ٹرانسپورٹ:

بڑھتی ہوئی آبادی کی سفری ضروریات پوری کرنے کے لیے موٹر گاڑیوں کی تعداد میں سالانہ 2 فی صد سے زیادہ اضافہ ہو رہا ہے۔ ایک سروے کے مطابق پاکستان میں 70 فی صد موٹر گاڑیاں اپنی عمر پوری کر چکی ہیں اور مضرِ صحت کالا دھواں چھوڑتی ہیں۔ پاکستان میں چونکہ زیادہ تر سیسہ ملا پٹرول استعمال

شہروں کا پھیلاؤ:

شہروں میں روزگار کے بہتر مواقع، صحت، تعلیم اور تفریح کی وجہ سے، بہت سے لوگ دیہات اور قصبوں سے مستقل طور پر شہروں کا رُخ کرتے ہیں۔ آبادی میں قدرتی اضافے اور دیہات سے شہروں میں مسلسل منتقلی سے شہر پھیلتے ہیں اور شہروں کی آبادی میں اضافہ ہو جاتا ہے مثلاً پچھلے ڈیڑھ سو برس میں لاہور کی آبادی میں سو گنا سے زیادہ اضافہ ہوا ہے۔ انتقالِ آبادی سے شہروں کے اردگرد بہت سے کچی آبادیاں وجود میں آتی ہیں جن میں کئی قسم کی شہری سہولتیں مثلاً سڑکیں، بجلی، پانی، گیس، نکاسی آب اور پارک نہ ہونے کے باعث گندگی پھیلتی ہے۔ آبادی کے اس بے ہنگم اضافے سے آلودگی پیدا ہو رہی ہے۔

صنعتیں:

قیامِ پاکستان کے وقت یہاں کوئی قابلِ ذکر صنعت موجود نہ تھی، ہماری معیشت کا انحصار زراعت پر تھا جو ملک کی تمام تر ضروریات پوری کرنے کے لیے ناکافی تھی۔ بنیادی ضروریات مثلاً خوراک، مکان، صحت، تعلیم کے لیے زراعت کے علاوہ دوسرے شعبوں میں زیادہ سے زیادہ صنعتیں لگانے پر زور دیا گیا۔

بڑے شہروں میں اور ان کے اردگرد زیادہ سے زیادہ صنعتیں لگائی جانے لگیں اور یہ عمل اب بھی جاری ہے۔ ان صنعتوں کا مقصد صرف زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کرنا تھا جب کہ ان سے نکلنے والے زہریلے مواد کو بغیر صاف کیے یا تلف کیے پانی یا زمین پر پھینکنے سے جو مضر اثرات پیدا ہوئے اس کے بارے میں سنجیدگی سے نہیں سوچا گیا۔ ان کارخانوں نے جہاں قومی ترقی میں حصہ لیا وہاں آلودگی میں بھی اضافہ کیا جس سے انسانی صحت پر بہت بُرے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔

ٹرانسپورٹ:

بڑھتی ہوئی آبادی کی سفری ضروریات پوری کرنے کے لیے موٹر گاڑیوں کی تعداد میں سالانہ 2 فی صد سے زیادہ اضافہ ہو رہا ہے۔ ایک سروے کے مطابق پاکستان میں 70 فی صد موٹر گاڑیاں اپنی عمر پوری کر چکی ہیں اور مضرِ صحت کالا دھواں چھوڑتی ہیں۔ پاکستان میں چونکہ زیادہ تر سیسہ ملا پٹرول استعمال

NOT FOR SALE

ہوتا ہے جس سے موٹر گاڑیوں سے خارج ہونے والے دھوئیں کے ساتھ سیسہ بھی خارج ہو کر ہوا، پانی، زمین اور پودوں کی آلودگی کا باعث بنتا ہے۔

کوڑا کرکٹ:

آج کل ڈبوں میں بند کھانے اور پولی تھین لفافوں کے زیادہ استعمال کی وجہ سے کوڑے کرکٹ کی نوعیت اور مقدار میں تبدیلی آتی جا رہی ہے۔ کارپوریشن اور میونسپل کمیٹیاں اس کوڑے کرکٹ کو مناسب طریقے پر ٹھکانے لگانے میں ناکام ہیں۔ گھروں، ہوٹلوں، ہسپتالوں اور صنعتوں سے پیدا ہونے والا کوڑا کرکٹ عام طور پر شہروں کے اندر یا اردگرد نشیبی علاقوں میں پھینک دیا جاتا ہے۔

گٹر کا پانی:

شہروں میں گٹر کا پانی گھروں، کارخانوں، ہسپتالوں اور لیبارٹریوں کے استعمال شدہ ضائع پانی پر مشتمل ہوتا ہے۔ سیوریج کا یہ زہریلا پانی شہروں کے اردگرد اُگائی جانے والی سبزیوں، چارے اور دیگر فصلوں کی آب پاشی کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے، اس طرح گندے پانی میں موجود زہریلے کیمیائی مادے سبزیوں اور فصلوں میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ پاکستان میں زیادہ تر شہروں میں سیوریج کا نظام بہت ناکافی اور ناقص ہے۔ جو بڑھتی ہوئی آبادی کی ضروریات کو پورا نہیں کرتا۔ گٹر عموماً اُبلتے رہتے ہیں۔

کھاد اور کیڑے مار ادویات:

آبادی میں تیز رفتار اضافے کے باعث کاشتکاری کا فطری نظام تباہ ہو رہا ہے۔ آبادی کی غذائی ضروریات پوری کرنے کے لیے کیمیائی کھادیں استعمال کی جا رہی ہیں۔ کیمیائی ادویات اور کیمیائی کھادوں کے استعمال سے زمین کی پیداوار میں اضافہ ضرور ہوتا ہے تاہم ان کے صحیح استعمال سے ناواقف اور غیر منظم استعمال سے زمین اور پودوں پر منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔

NOT FOR SALE

ہوتا ہے جس سے موٹر گاڑیوں سے خارج ہونے والے دھوئیں کے ساتھ سیسہ بھی خارج ہو کر ہوا، پانی، زمین اور پودوں کی آلودگی کا باعث بنتا ہے۔

کوڑا کرکٹ:

آج کل ڈبوں میں بند کھانے اور پولی تھین لفافوں کے زیادہ استعمال کی وجہ سے کوڑے کرکٹ کی نوعیت اور مقدار میں تبدیلی آتی جارہی ہے۔ کارپوریشن اور میونسپل کمیٹیاں اس کوڑے کرکٹ کو مناسب طریقے پر ٹھکانے لگانے میں ناکام ہیں۔ گھروں، ہوٹلوں، ہسپتالوں اور صنعتوں سے پیدا ہونے والا کوڑا کرکٹ عام طور پر شہروں کے اندر یا اردگرد نشیبی علاقوں میں پھینک دیا جاتا ہے۔

گٹر کا پانی:

شہروں میں گٹر کا پانی گھروں، کارخانوں، ہسپتالوں اور لیبارٹریوں کے استعمال شدہ ضائع پانی پر مشتمل ہوتا ہے۔ سیوریج کا یہ زہریلا پانی شہروں کے اردگرد اگائی جانے والی سبزیوں، چارے اور دیگر فصلوں کی آب پاشی کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس طرح گندے پانی میں موجود زہریلے کیمیائی مادے سبزیوں اور فصلوں میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ پاکستان میں زیادہ تر شہروں میں سیوریج کا نظام بہت ناکافی اور ناقص ہے۔ جو بڑھتی ہوئی آبادی کی ضروریات کو پورا نہیں کرتا۔ گٹر عموماً اُبلتے رہتے ہیں۔

کھاد اور کیڑے مار ادویات:

آبادی میں تیز رفتار اضافے کے باعث کاشتکاری کا فطری نظام تباہ ہو رہا ہے۔ آبادی کی غذائی ضروریات پوری کرنے کے لیے کیمیائی کھادیں استعمال کی جارہی ہیں۔ کیمیائی ادویات اور کیمیائی کھادوں کے استعمال سے زمین کی پیداوار میں اضافہ ضرور ہوتا ہے تاہم ان کے صحیح استعمال سے ناواقف اور غیر منظم استعمال سے زمین اور پودوں پر منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔

جنگلات کا کٹاؤ:

جنگلات کسی بھی ملک کے لیے بہت اہم ہوتے ہیں۔ ان سے آب و ہوا اور ماحول کی اصلاح ہوتی ہے، آلودگی کی سطح کم ہوتی ہے۔ زہریلی اور ضرر رساں گیسوں کے اثرات کے تدارک کے لیے زیادہ آکسیجن کی ضرورت ہے جو درختوں سے میسر ہو سکتی ہے، لیکن پاکستان میں جنگلات کی شدید کمی ہے اور ہمارے جنگلات کا رقبہ (ملک کے مجموعی رقبے کا) صرف 4.8 فی صد ہے جب کہ عالمی معیار کے مطابق اسے 25 فی صد ہونا چاہیے۔ المیہ یہ ہے کہ موجودہ رقبہ بھی جنگلات کی بے دریغ کٹائی کے باعث مزید کم ہوتا جارہا ہے۔

جنگلات کا کٹاؤ:

جنگلات کسی بھی ملک کے لیے بہت اہم ہوتے ہیں۔ ان سے آب و ہوا اور ماحول کی اصلاح ہوتی ہے، آلودگی کی سطح کم ہوتی ہے۔ زہریلی اور ضرر رساں گیسوں کے اثرات کے تدارک کے لیے زیادہ آکسیجن کی ضرورت ہے جو درختوں سے میسر ہو سکتی ہے، لیکن پاکستان میں جنگلات کی شدید کمی ہے اور ہمارے جنگلات کا رقبہ (ملک کے مجموعی رقبے کا) صرف 4.8 فی صد ہے جب کہ عالمی معیار کے مطابق اسے 25 فی صد ہونا چاہیے۔ المیہ یہ ہے کہ موجودہ رقبہ بھی جنگلات کی بے دریغ کٹائی کے باعث مزید کم ہوتا جا رہا ہے۔

مشق

1. ذیل میں ہر سوال کے چار جواب درج ہیں۔ آپ درست جواب کا انتخاب کیجیے:-

i- 1947ء میں پاکستان کی آبادی تھی۔

(25 ملین، 30 ملین، 33 ملین، 35 ملین)

ii- 1950ء میں آبادی کے لحاظ سے پاکستان کس نمبر پر تھا۔

(12 ویں، 14 ویں، 16 ویں، 18 ویں)

iii- 2004ء کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں بے روزگار افراد کی تعداد ہے۔

(30 لاکھ، 32 لاکھ، 36 لاکھ، 40 لاکھ)

iv- 2014ء کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں کتنے افراد کے لیے ایک ڈاکٹر ہے۔

(1400,1073,1000,1088)

v. 2004ء کے اندازوں کے مطابق پاکستان کی شرح خواندگی ہے۔

(40 فی صد، 45 فی صد، 50 فی صد، 54 فی صد)

2. خالی جگہوں کو موزوں الفاظ سے پُر کریں:-

۱- پاکستان کا کل رقبہ ______ مربع کلومیٹر ہے۔

۲- اس وقت پاکستان کی آبادی میں ______ ملین افراد کا سالانہ اضافہ ہو رہا ہے۔

۳- 2004ء میں پاکستان دنیا میں آبادی کے لحاظ سے ______ نمبر پر آ گیا ہے۔

۴- پرائمری سکول میں جانے والی عمر کے ______ فی صد بچے سکول میں داخل نہیں ہو پاتے۔

۵- 2004ء کے اندازوں کے مطابق ہماری شرح خواندگی ______ فی صد ہے۔

مشق

1. ذیل میں ہر سوال کے چار جواب درج ہیں۔ آپ درست جواب کا انتخاب کیجیے:۔

i۔ 1947ء میں پاکستان کی آبادی تھی۔

(25 ملین، 30 ملین، 33 ملین، 35 ملین)

ii۔ 1950ء میں آبادی کے لحاظ سے پاکستان کس نمبر پر تھا۔

(12 ویں، 14 ویں، 16 ویں، 18 ویں)

iii۔ 2004ء کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں بے روزگار افراد کی تعداد ہے۔

(30 لاکھ، 32 لاکھ، 36 لاکھ، 40 لاکھ)

iv۔ 2014ء کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں کتنے افراد کے لیے ایک ڈاکٹر ہے۔

(1400,1073,1000,1088)

v. 2004ء کے اندازوں کے مطابق پاکستان کی شرح خواندگی ہے۔

(40 فی صد، 45 فی صد، 50 فی صد، 54 فی صد)

2. خالی جگہوں کو موزوں الفاظ سے پُر کریں:۔

ا۔ پاکستان کا کل رقبہ ________ مربع کلومیٹر ہے۔

۲۔ اس وقت پاکستان کی آبادی میں ________ ملین افراد کا سالانہ اضافہ ہو رہا ہے۔

۳۔ 2004ء میں پاکستان دنیا میں آبادی کے لحاظ سے ________ نمبر پر آ گیا ہے۔

۴۔ پرائمری سکول میں جانے والی عمر کے ________ فی صد بچے سکول میں داخل نہیں ہو پاتے۔

۵۔ 2004ء کے اندازوں کے مطابق ہماری شرح خواندگی ________ فی صد ہے۔

3. مختصر جواب دیجیے:۔

ا۔ ملک میں بے روزگاری کی صورت حال کا جائزہ لیں۔

۲۔ بڑھتی ہوئی آبادی کس طرح معاشی ترقی کو متاثر کرتی ہے؟

۳۔ ہمارا زرعی شعبہ کن مسائل سے دوچار ہے؟

۴۔ ماحولیاتی آلودگی پیدا کرنے والے عوامل پر نوٹ لکھیں۔

3. مختصر جواب دیجیے:-

۱۔ ملک میں بے روزگاری کی صورت حال کا جائزہ لیں۔

۲۔ بڑھتی ہوئی آبادی کس طرح معاشی ترقی کو متاثر کرتی ہے؟

۳۔ ہمارا زرعی شعبہ کن مسائل سے دوچار ہے؟

۴۔ ماحولیاتی آلودگی پیدا کرنے والے عوامل پر نوٹ لکھیں۔

NOT FOR SALE

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(سیدنا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم

تمہارے مردوں میں سے

کسی کے باپ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور

خاتم الانبیاء ہیں۔ (سورہ الاحزاب: آیت ۴۰)

(سیدنا) حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ

وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ وسلم کا ارشاد ہے:

"میں آخری نبی ہوں۔

میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے"

NOT FOR SALE

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(سیدنا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم

تمہارے مردوں میں سے

کسی کے باپ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور

خاتم الانبیاء ہیں۔ (سورہ الاحزاب: آیت ۴۰)

(سیدنا) حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ

وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ وسلم کا ارشاد ہے:

"میں آخری نبی ہوں۔

میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے"

NOT FOR SALE

مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

پس اپنے دو بھائیوں میں صلح کرا دیا کرو

اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحم

کیا جائے۔

(سورۃ الحجرات : ۱۰)

قومی ترانہ

پاک سَر زمین شاد باد　　کِشورِ حَسِین شاد باد
تو نشانِ عَزمِ عالی شان　　ارضِ پاکستان
مرکزِ یقین شاد باد

پاک سَر زمین کا نِظام　　قُوتِ اُخوتِ عوام
قوم ، مُلک ، سلطنت　　پائندہ تابِندہ باد
شاد باد منزلِ مُراد

پرچمِ سِتارہ و ہلال　　رَہبرِ ترقی و کمال
ترجُمانِ ماضی شانِ حال　　جانِ اِستقبال
سایۂ خُدائے ذُوالجلال

کوڈ نمبر	تعداد	مطبع
PSP/MPP-38-135-2122(O)	81,935	مسلم پرنٹنگ پریس لاہور